اپنے حلقۂ امارت و حکومت کا بہترین انتظام کرکے مجھولی سے بہار تک کا علاقہ شرقی سلطنت کے زیر نگیں کیا جو ابتک شرقی سلطنت میں شامل نہ تھا اور سلطان کے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا۔ شیخ صاحب کی ان خدمات جلیلہ سے سلطان بہت خوش ہوا، سلطان حسین شاہ شرقی کے زمانہ تک شیخ صاحب نہایت کامیابی اور نیک نامی سے مدار المہامی کے فرائض انجام دیتے رہے، مگر جب سلطان حسین شاہ بسلطان سکندر لودھی ——————

جونپور لودھی امراء و حکام کے زیر تصرف آئی۔ اور شیخ عبدالحکیم معزول کردیئے گئے۔ اس انقلابی دور کے عزل ونصب اور انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی غیر مسلموں نے مورد ملخ کی طرح ہر طرف سے جمع ہوکر جنگ وجدال کا بازار گرم کیا۔ شیخ عبدالحکیم بھی مع فرزندان و اعوان وانصار کے ان کے نرغے میں پڑ گئے اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

شیخ فتح خاں اولیارؒ شیخ فتح خاں اولیار بن شیخ عبدالحکیم خاں صدیقیؒ اس معرکہ کے بقیۃ السلف ہیں۔ ان کے بارے میں مناقب غوثی کے مصنف کا بیان ہے کہ اس حادثہ سے پہلے ہی وہ جہاد اصغر کی رعایت کرتے ہوئے جہاد اکبر کے صدر نشین تھے۔ نہایت نیک اور صالح بزرگ تھے۔ ماسوی اللہ سے بے تعلق تھے ان کی ذات بابرکات طبقۂ صوفیہ کے اشغال واعمال کا مجموعہ تھی، اپنے زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، ستر کرامت کے باوجود ان سے عجیب وغریب خوارق کا ظہور ہوا۔ یہاں تک کہ ان کا خطاب اولیار پڑ گیا۔ اسی لئے ان کو فتح خاں اولیار کہتے ہیں۔ آخر دم تک خدا پرستی وخدارسی میں زندگی بسر کی، اور نتھوپلور میں انتقال کیا۔

شیخ میر خاںؒ ان کی اولاد میں شیخ میر خاں صدیقیؒ حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان فاروقی لہراویؒ کے نانا ہیں، نہایت شان وشوکت کے بزرگ تھے، بڑے جاہ وحشم اور منصب کے آدمی تھے۔ امارت وریاست کے باوجود دنیا سے بے تعلق رہکر عبادت وریاضت میں زندگی بسر کی، نتھوپور عرف سیاہ میں سکونت رکھتے تھے۔ (مناقب غوثی باب ہشتم قلمی)

حضرت مخدوم شیخ ابراہیم دانشمند محمد آبادیؒ شیخ مخدوم ابراہیم دانشمند حضرت شیخ جمال الدین احمد خطیب حنفی ہانسوی مرید خلیفہ حضرت گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں، شرقی سلطنت جونپور کے دور میں قصبہ محمد آباد گوہنہ میں سکونت اختیار کی، اکبر بادشاہ تسخیر بنگالہ کے سفر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ان کی زبان

سے فتح کی بشارت سنی تھی۔ ان کے خوارق وکرامات مشہور ہیں، شیخ مخدوم ابراہیم کا مزار محمد آباد کے پاس موضع کھرانٹی میں ہے، کسی زمانہ میں ۸ صفر کو ان کا عرس ہوتا تھا۔ مخدوم شیخ بڈھن ساکن اپچولی (ضلع غازی پور) ان کے خلفائے کاملین میں سے ہیں (مرأۃ الاسرار قلمی از شیخ عبدالرحمن چشتی)

مولوی کرامت علی متولی محمد آبادی ان کا وطن اصلی محمد آباد گہنہ ہے سید حمید الدین محمد آبادی کی اولاد سے ہیں اثنا عشری شیعہ تھے، کجگاؤں ضلع جونپور میں رشتہ داری تھی، وہیں نشو ونما ہوئی۔ صرف ونحو اور متوسطات کی تعلیم مولوی ذاکر علی جونپوری سے حاصل کی، معقولات مولوی ولی اللہ فرنگی محلی لکھنوی سے اور اصول فقہ مولوی نادر علی لکھنوی سے پڑھا علمائے عرب وعجم سے علمی فیض اٹھایا، ان کی تصانیف ہیں اردو میں ایک رسالہ ماخذ علوم ہے اور فارسی میں رسالہ عروض وقوافی ہے، شاہ ایران فتح علی شاہ کے عہد میں مشہد کے مدرسہ میں تدریسی خدمت انجام دی۔ پھر زریدیں انگلشیہ میں میر منشی اس کے بعد اجمیر میں صدر امین ہوئے، آخر میں امام باڑہ ہوگلی کے متولی بنائے گئے اور تنخواہ ساڑھے نوسو ہوئی۔ ۱۲۸۵ھ میں انتقال کیا اور امام باڑہ حاجی محسن ہوگلی میں دفن کئے گئے۔ (تجلی نور، صہ ۱۴۶)

حضرت شیخ ظہیرالدین محمد آبادیؒ شیخ مخدوم ظہیرالدین صدیقی محمد آبادی متوفی ۱۰ ذی الحجہ ۸۴۵ھ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تاج پور سارن (بہار) میں ہوئی تھی کچھ دنوں حکومت وقت سے منسلک رہکر حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانیؒ کی خدمت میں پہونچے اور ان سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل کر کے دیار پورب کا رخ کیا اور محمد آباد گوہنہ میں اقامت اختیار کی، اس وقت تغلق خاندان حکمراں تھا۔ ان کا مزار محمد آباد اور خیر آباد کے درمیان شاہراہ کے شمال میں ایک ٹیلے پر ہے جہاں مسجد بھی ہے، اس مقام کو روضہ کہتے ہیں۔ ان کی اولاد میں آگے چل کر ایک بزرگ پیر زادہ محمد ماہ نے املو (مبارک پور) میں سکونت اختیار کی، اور حکومت وقت کی طرف سے رسول پور، موضع ملک شدنی، اور موضع رسول پور بیورا (کھوڑا) کی جاگیر عطا کی گئی، ۱۸۳۶ء کے سرکاری کاغذات میں اس جاگیر کا تذکرہ ہے، ان کا مزار غالباً رسول پور بیورا میں ہے اور مبارک پور کے پورہ دولہن کے شمال مشرق میں پیر زادے کے نام سے مشہور ہے۔ ماضی قریب میں پیر زادہ خاندان میں شاہ مقصود عالم اور شاہ رشید عالم نامور شخص گزرے ہیں، شاہ مقصود عالم کے لڑکے مولانا حکیم شاہ فیاض عالم مولانا عبدالعلیم صاحب رسول پوری کے شاگرد تھے۔ اسی خاندان سے شاہ مخدوم عالم تھے۔ جنکے دو لڑکے ظہور عالم اور علی بخش تھے، موخرالذکر کی اولاد ساریں (اہرولہ) میں اب تک موجود ہے۔

قسط ۳

علی محمود طٰہٰ - حسومی

ابوسفیان اصلاحی، علی گڈھ

علی محمود طٰہٰ کی شاعری میں عورت کا مقام :

علی محمود طٰہٰ نے عورت کو عظمت و تقدس سے نوازا۔ اس نے شراب کو روحانی لذت اور عورت کو جسمانی لذت کا درجہ دیا ہے۔ اس نے اپنے جن قصائد میں عورتوں کا ذکر کیا ہے، اگر ان کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں اہم قصائد "راقصۃ الحانۃ" جیسا کہ آپ ان اشعار میں دیکھیں گے۔ (۱)

یامن قتلت شبابی فی یفاعتہ — ورحت تسخر من قلبی و اناتی

حرمت ایامی الاولی مفارحہا — فما نعمت باوطاری و لذاتی

طاع فؤادی معزونا یرف علی — ماضی لیالی وانعم انت بالاٰتی

وعنی علی صخرۃ الماضی فان بہا — من الصبابۃ والتحنان منحاتی (۲)

قصائد الوصف الغنائی :

ان قصائد میں علی محمود طٰہٰ کو مہارت حاصل ہے۔ اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے کہ جن سے اشعار میں غنائیت پیدا ہو گئی۔ الفاظ کے مناسب استعمال پر اسے قدرت ہے۔ یہ چیز اس کے تمام اشعار بالخصوص قصائد الوصف الغنائی میں موجود ہے۔ مثلاً

این انت الان ام این انا

---

(۱) معاضرات فی شعر علی محمود طٰہٰ ص ۴۴-۴۵۔

(۲) الملاح التائہ ۱۳۸ بحوالہ معاضرات فی الشعر علی محمود طٰہٰ ص ۴۴-۴۵

یہاں حرف لام چار بار آیا ہے اور میم پانچواں ہے۔ ان حروف میں بڑی ہی لطیف موسیقی ہے اس طرح کی موسیقی اس کے یہاں زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت میں موسیقی رچ بس گئی تھی۔ (۱)

الشعر الفکری :

اس کے فکری قصائد میں عشق و محبت کی داستان اور جذبات نہیں ملیں گے۔ ان میں فلسفیانہ اور روحانی شاعری ہے۔ ان میں اس نے روداد سفر بھی بیان کی ہے۔ ان میں فکری، طبعی اور صوفیانہ شاعری کے ساتھ ایسے قصائد بھی ہیں جن میں شجاعت اور شاعر کی آفاقیت و رفعت فکر کا ذکر بھی ہے۔

علی محمود طٰہٰ کی فکری شاعری کے مطالعہ کے لئے ضروری ہے کہ "الملاح التائہ" کا پس منظر معلوم کیا جائے کہ اس نے دیوان کا یہ نام کیوں رکھا۔ یہ نہ صرف عنوان ہے بلکہ عنوان کے حوالے سے اس کی روح اور زندگی کی گہرائیوں اور شاعری کی حقیقت تک پہنچنا آسان ہے۔

"الملاح التائہ" دو لفظ ہیں۔ ایک "الملاحہ" جس کا مفہوم سمندر میں گردش کرنا ہے۔ اور "التیہ" کے معنی گمراہ یا سمندر میں غرق ہونے کے ہیں۔ ان دونوں لفظوں سے یہ بات آشکارا ہوئی کہ اسے دریا سے غیر معمولی محبت تھی اور اس کا اس کی طبیعت اور اس کی شاعری پر گہرا اثر پڑا۔ اس نے اپنے اشعار میں سمندر اور موجوں کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ جگہ جگہ اپنی شاعری میں سمندر سے استدلال کیا ہے۔ (۲)

قف من اللیل مصغیا والعباب وتأمل فی الزبدات الغضاب

ساعات تلوک فی شدتها الصخر وتمرمن بہ صدور الشباب

هابطات تئن فی قبضة الریح ترغی علی الصخور الصلاب (۳)

اس نے "التیہ" سے اپنی شاعری میں کنایۃً بہت کچھ بیان کیا۔ اس کے حوالے سے اس نے حقیقت

---

(۱) محاضرات فی شعر علی محمود طٰہٰ ص: ۸۲۔

(۲) " " " " " ص: ۸۳-۸۴۔

(۳) علی محمود طٰہٰ شعر و دراسۃ ص: ۸۵

شعر اور روحانی مسائل پر روشنی ڈالی۔ وہ کہتا ہے۔

یقودھن علی الامواج من موج ملاح واد له بالتیه اغراء (۱)

فلسفہ اور رمز

علی محمود طٰہٰ کی فلسفیانہ شاعری سے پہلو تہی نہیں کی جا سکتی۔ ان قصائد میں بنی نوع انسان کی موت و زیست اور بہت سے دیگر دنیاوی مسائل سے اس نے بحث کی ہے۔ ان قصائد میں بہت سے مختلف فیہ اور لا ینحل مسائل کو بھی زیر بحث لے آیا۔ حیات انسانی کا تجزیہ روحانی نقطہ نظر سے کیا۔ اس موضوع کے تحت ازل و ابد اور روح پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ قصیدہ "قلبی" کہتا ہے۔ (۲)

کالنجم فی خفق و فی رمض متفرداً بعوالم السدم
حیران یتبع حیرة الارض و مصارع الایام والامم
مستوحشاً فی الافق منفردا وکانه فی سامر الشعب
هذا الزحام حیاله احتشدا هو عنه ناء جد مغترب
مترنما کالعاشق الثمل ریان من بهج و من حزن
نشوان من الم و من امل مستهزئاً بالکون والزمن
تنتاک السماء علی جوانبه بجوالحیاة الغائر الزبد
کم راح یلتمس القرار به هیمان بین شواطئ الابد (۳)

قصائد البطولة :

وہ شجاعت اور بہادری کو بہت پسند کرتا تھا۔ وہ ہر موقع پر بہادری کو سراہتا۔ وہ جس کام میں بہادری دیکھتا اس کا اپنی شاعری میں ضرور تذکرہ کرتا۔ شجاعت سے فطرت انسانی میں انسیت

---

(۱) علی محمود طٰہٰ شعر و دراسہ ص: ۸۹

(۲) محاضرات فی شعر علی محمود طٰہٰ ص: ۹۵

(۳) علی محمود طٰہٰ شعر و دراسہ ص: ۴۷۹ - ۴۸۰۔